''بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر''

واقعہ معراج جس کو میں نے تفصیل سے کئی بار آپ لوگوں کے سامنے بیان کیا تھا اسمیں ہے کہ جب آپ براق پر سوار ہونے لگے تو اس نے شوخی کی جبرائیل امین نے اس سے تھام کر فرمایا تجھ کو کیا ہوا آپ سے زیادہ مکرم عنداللہ کوئی شخص تجھ پر سوار نہیں ہوا بس وہ عرق عرق ہوگیا جبرائیل امین کے اس قول میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت بیان ہوتی ہے پھر آگے طویل حدیث ہے مسلم اور ترمذی میں یہ بھی ارشاد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے داخل ہوکر فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھی یعنی اس جماعت کی آپ امام ہوئے اور پھر ارواح انبیاء کرام کیساتھ ملاقات ہوئی جنہوں نے اپنے رب کی لائق شان ثنا بیان کی۔

جن میں ابراہیمؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ اور داؤدؑ اور سلیمانؑ نے باضابطہ حمد وثناء کی اور آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ اس طرح خطاب فرمایا کہ:

وان محمد اثنی علی ربه عزوجل فقال کلهم اثنیٰ علی ربه وانا اثنی علی ربی الحمد لله الذی ارسلنی رحمة للعالمین وکافة للناس بشیرا نذیرا وانزل علی الفرقان فیه تبیان کل شئی وجعل امتی خیر امة وجعل امتی امة وسطاً وجعل امتی هم الاولون وهم الآخرون وشرح لی صدری ووضع عنی وزری ورفع لی ذکری وجعلنی فاتحا وخاتما ......الخ

تم سب نے رب تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی سو میں بھی اپنی رب کی ثنا بیان کرتا ہوں جمیع محامدات اللہ تعالیٰ کیلئے ثابت ہیں جس نے مجھ کو رحمۃ للعالمین اور تمام لوگوں کیلئے بشیر ونذیر بنا کر بھیجا اور مجھ پر فرقان مجید نازل کیا جس میں ہر دینی ضروری امر کا بیان ہے اور میری امت کو بہترین امت بنایا اور میری امت کو امت عادلہ بنایا اور میری امت ایسی بنائی کہ وہ اول بھی ہے اور آخر بھی۔اور میرے لئے میرا سینہ کھول دیا اور میرے بوجھ کو ہلکا فرمادیا اور میرے ذکر کو بلند فرمادیا اور مجھ کا فاتح اور خاتم النبیین بنایا۔

میرے معزز سامعین! جیسا کہ میں نے آپ کو ابتداء میں بتایا کہ افضل الرسل، خاتم النبیین، شفیع المذنبین، امام الانبیاء کے صفات وکمالات کا احاطہ کرنا انسانی طاقت کا کام نہیں جیسا کہ ملا جامی فرماتے ہیں کہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر'' کہ خدا تعالیٰ کے بعد اگر کسی ذات کا مقام ومرتبہ ہے تو وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے وقت مختصر ہے انشاء اللہ آئندہ کسی موقع پر مزید گزارشات پیش کرنے کی کوشش کروں گا۔رب کائنات ہم سب کو رسول ﷺ کا صحیح امتی بننے اور اسکی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے (آمین)

آخری قسط

مولانا عبدالماجد رفیق*

عصرحاضرمیں اشتغال بالحدیث کی ضرورت

حفاظت حدیث کے سلسلے میں محدثین کی فنی باریکیاں

حفاظت حدیث کیلئے محدثین کے ہاں رائج فنی باریکیاں کڑی تنقید اور احتیاطی تدابیر ہر دور کے اندر علمی دنیا میں قابل ستائش رہی ہیں حفاظت حدیث کیلئے اسی مبارک جماعت سے وابستہ لوگوں نے ہر نازک اور کڑے وقت میں اپنے آپ کو پیش کیا رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ کی طرف سے مدافعت کی شہر بشہر قریہ بہ قریہ گھوم پھر کر بڑی عرق ریزی کے ساتھ احادیث کو جمع کیا اور ان کی روایت کرنے والوں کے حالات کومحفوظ کیا۔

قیامت تک آنے والی نسلوں کو یہ مبارک ذخیرہ بحفاظت پہنچانے کیلئے اسانید کو رواج دیا اور راویانِ حدیث کی عدالت وضبط کو پرکھنے کیلئے زبردست اصول اختیار کئے جس کی بدولت احادیث کا قیمتی ذخیرہ منافقین اور ملحدین کی شاطرانہ چالوں روافض اور اہل بدعت کی خطرناک وسیسہ کاریوں سے محفوظ رہا۔

عربوں کی غیرمعمولی فطری صلاحیتوں اور قومی روایات کے مطابق ابتدائی دور میں حدیث کی بھی حفاظت کیلئے بنیادی ذریعہ تحریر کے بجائے حافظہ ہی تھا کتابت حدیث کواس زمانے میں ثانوی حیثیت دی جاتی تھی، چنانچہ جوشخص حدیث کوصرف کتاب کی شکل میں محفوظ رکھنے پر اکتفاء کرتا تھا حلقہ محدثین میں اسکی قدرومنزلت کم ہوتی تھی،اس کے برخلاف جو راویان حدیث اپنی خداداد صلاحیتوں سے بخوبی فائدہ اٹھاتے ہوئے احادیث کو سینے میں محفوظ رکھتے اسی پر ان کواعتماد ہوتا تھاان کی علمی حیثیت زیادہ تھی اور انکا مقام بلند سمجھا جاتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کے اندر ایسے ایسے لوگوں کو پیدا کیا جن کے حافظہ کے واقعات سن کر عقل دنگ رہ جاتی تھی، کیلکو لیٹر اور کمپیوٹر کے دور کا انسان انکے حافظے کے واقعات کو پڑھ کر ورطہ حیرت میں ڈوب جاتا ہے صنعتی ترقی اور انسانی پستی کے اس دور میں پیدا ہونے والا انسان اس بات پر نہایت ہی تعجب کا

---

* نگران شعبہ تخصص فی علوم الحدیث جامعہ فاروقیہ کراچی

اظہار کرتا ہے کہ ایک محدث کو ہزار نہیں بلکہ لاکھوں حدیثیں سندوں کے ساتھ یاد ہوا کرتی تھیں کیونکہ اس کو پتہ نہیں کہ جس طرح وہ لوگ حدیث کو سندوں کے یاد کرتے اور اس کی بدولت محفوظ شکل میں جو حدیثیں ہم تک پہنچی ہیں اسی طرح ان حضرات کے عجیب وغریب واقعات بھی نقد وجرح کی کسوٹی پر پرکھنے کے بعد ہی ہم تک پہچائے گئے ہیں چنانچہ حدیث راویان حدیث اور اصول حدیث پر لکھی جانے والی تمام کتابوں اور ان کے قابل اعتماد نسخوں کی سندیں ہر پڑھنے والے کے دستخط اور تاریخی شہادتوں کے ساتھ آج بھی دنیا بھر کے علمی کتب خانوں میں محفوظ ہیں ۔عصر قریب کے بے مثال محقق مشہور ناقد مولانا عبدالرشید نعمانی (متوفی ۱۴۲۰ھ) نے بالکل بجا فرمایا ہے:

''نظر کو بلند تر کیجئے جس امت نے حفاظ حدیث کے حالات کو اس طرح محفوظ کیا ہو اس نے خود حدیث کے حفظ اور اسکی یاداشت میں کیا کچھ اہتمام کیا ہوگا آج جبکہ موجودہ نسل نے اپنی قوت حافظہ کو معطل کر کے اسے بالکل بے کار اور مضمحل بنادیا ہے اور مطابع کے عام وجود میں آجانے کے باعث جو علم اگلے علماء کے دماغوں میں تھا وہ ہمارے کتب خانوں میں منتقل ہو چکا ہے حفظ حدیث کے واقعات کو کتنے ہی تعجب اور حیرت کی نظر سے کیوں نہ دیکھا جائے مگر حقیقت بہر حال حقیقت ہے سلف کا ایک دور تھا کہ جب کتاب کا مسلمانوں میں بالکل رواج نہ تھا اور لوگ اپنے نوشتوں کو عیب کی طرح چھپاتے تھے، کہ مبادا ہم پر سوئے حفظ کی تہمت نہ لگ جائے ،اس دور میں کاغذ وقلم کی مدد کو عار سمجھا جاتا تھا اور جو کچھ اساتذہ سے سنتے اسے صفحہ حافظہ پر ثبت کرنا پڑتا تھا، یہی وہ زمانہ تھا جب علم سینہ بہ از علم سفینہ پر صحیح معنوں میں عمل درآمد تھا (۱۳)۔

حافظہ چوں کہ ایک انسانی قوی ہے جو دوسری صلاحیتوں کی طرح بیماری عوارض اور عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ متاثر ہوجاتا ہے محدثین نے اس کمزوری کا بھی بروقت تدارک کیا کہ مبادا یہ کمزوری حدیث پر اثر انداز نہ ہو چنانچہ انہوں نے اس کیلئے بھی ایسے قوانین اور ضابطے بنائے جن کا خیال رکھتے ہوئے راویان حدیث کے حافظوں کو پرکھنا ان کیلئے ذرہ بھی مشکل نہ رہا ان قوانین کی روشنی میں انہوں نے ان تمام راویان حدیث کی نشان دہی کردی تھی جن کے حافظے عمر کی زیادتی بیماری یا کسی اور وجہ سے خلل پڑ گیا تھا اور خلل کی وجہ سے حدیث بیان کرتے وقت انہیں راویوں کے ناموں یا الفاظ حدیث میں سہو ہوجاتا تھا محدثین نے ان ناقص الضبط رواۃ احادیث کی اس کمی کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان تمام احادیث کو ناقابل احتجاج قرار دے دیا جو ان سے حافظہ میں تغیر پذیری کے بعد مروی ہیں۔

یہ بات صرف محدثین ہی کے ساتھ خاص نہ تھی بلکہ ان سے بھی پہلے حضرات صحابہ کرامؓ روایت حدیث میں بے حد محتاط رہتے تھے چنانچہ بعض صحابہ کرام صرف اس خوف سے کہ بیان کرنے میں کچھ کمی بیشی

نہ ہو جائے بہت کم حدیثیں بیان کرتے تھے جیسا کہ حضرت زبیرؓ کا واقعہ صحیح بخاری میں مذکور ہے (۱۴)۔

حضرت انسؓ کا یہ حال تھا کہ جس حدیث میں ان کو ذرا بھی شبہ ہو جاتا کہ یہ حدیث خوب اچھی طرح مجھے یاد نہیں ہے تو وہ اسکو بیان ہی نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر غلطی کا اندیشہ نہ ہوتا تب میں یہ حدیث بیان کرتا (۱۵)۔

اسی طرح فقیہ الامت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے متعلق تذکرۃ الحفاظ میں بیان ہے کہ ان کا شمار ان حضرات میں ہے جن کو ادائے حدیث میں بے حد احتیاط اور روایات کے باب میں بڑا تشدد تھا اور وہ اپنے شاگردوں کو الفاظ حدیث ضبط کرنے میں سستی کرنے پر بہت ڈانٹتے تھے (۱۶)۔

اسی احتیاط کا تقاضا تھا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اپنے شاگردوں کو ہدایت کرتے تھے کہ جب تم حدیث کی روایت کرنے کا ارادہ کرو تو پہلے اس کو تین دفعہ دہرا لیا (۱۷) کرو نیز اسی شدت احتیاط ہی کی وجہ سے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی بڑی تاکید تھی کہ رسول اللہ ﷺ سے حدیثوں کی روایت کم کی جائے جب احتیاط کا یہ عالم تھا اور حدیثوں کی روایت سے بھی چارہ کار نہ تھا تو لازمی طور پر حدیثوں کا کچھ سے کچھ ہو جاتا بہت مشکل اور ناممکن ہی نہیں بعید از قیاس بھی تھا۔

کچھ عرصہ تک تو حفاظت حدیث کے سلسلے میں حافظہ ہی پر اعتماد کیا جاتا رہا اور زمانہ یوں ہی گذرتا رہا یہاں تک کہ ہمتیں کمزور پڑ گئیں اور انسانی حافظہ خطا کھانے لگا تو پھر وہ حفاظت کا معیار اور پیمانہ ہی بدل گیا محدثین نے انسانی کمزوری کو سامنے رکھ کر کتابت حدیث کو وہ حیثیت عطا کی جو اس سے قبل انسانی حافظہ کو حاصل تھی جس طرح پہلے حافظے سے حدیث بیان کرنے کے لئے کچھ قوانین طے کئے گئے تھے، اب اس کتابت حدیث کیلئے بھی ایسے ٹھوس قوانین بنائے گئے، جو اپنے اندر ہر طرح کی احتیاطی تدابیر اور فنی باریکیوں کو سموئے ہوئے تھے، پھر اس پر مستزاد یہ کہ اس زمانے میں جن محدثین کی عادت کتاب سے حدیث بیان کرنے کی تھی ان میں سے اگر کسی کی حدیث کی کتاب گم ہوگئی، یا آگ میں جل گئی تو ایسے لوگوں کے ناموں کی بھی تعین کردی گئی تاکہ اگر وہ بعد میں ان لکھی ہوئی حدیثوں کو حافظے سے بیان کریں تو ایسی احادیث کی خوب چھان پھٹک کی جاسکے اور اگر وہ حفاظ متقین کی احادیث کے خلاف ہوں تو انہیں مسترد کیا جاسکے۔

زمانے کے شب و روز اس نہج پر گزرتے رہے اور احادیث مختلف کتابوں میں مدون ہوتی چلی گئیں یہاں تک کہ تدوین حدیث اپنی انتہاؤں کو چھونے لگی اور فن جرح وتعدیل کے نام سے ایک نئے فن کی بنیاد پڑی جسمیں ایک طرف تو راویان حدیث کی چھان پھٹک ہوتی تھی اور انکے حافظے عدالت اور ضبط وغیرہ کے بارے میں تبصرے ہوتے تھے تو دوسری طرف خود ان مبصرین کی بھی کڑی نگرانی کی جاتی تھی، اس تنقیدی علم

کے ذریعے ان محدثین کا بھی محاسبہ ہونے لگا جو حدیث کے معاملہ میں دوسروں کی غلطیوں پر نظر رکھنے ان کی نشان دہی کرنے والے تھے یہاں تک کہ کسی راوی میں ایسی مبہم جرح کو نا قابل اعتماد گردانا جانے لگا کہ جسکا ان جرح کرنے والے نے کوئی معقول سبب نہ بیان کیا ہو جو واقعی اس راوی کی عدالت کو مجروح اور متاثر کر سکے۔

یہی وجہ ہے کہ محققین نے ان تمام رواۃ حدیث کو قابل احتجاج قرار دیا ہے جن پر ائمہ کا کلام یا تو مبہم ہے یا اسمیں شدت غضب اور مذہبی تعصب کا کوئی ادنیٰ سا پہلو نظر آتا ہے۔

محدثین کی قربانیوں کا نتیجہ

سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر محدثین کرام نے اشتغال بالحدیث اور حفاظت حدیث کی خاطر اتنی قربانیاں کیوں دی؟ فقر وفاقہ کی مشقتیں کیوں برداشت کیں؟ دور دراز کے اسفار کیوں کیئے؟ روایت حدیث کا اور اسکی اشاعت کیلئے اتنی تگ ودو اور محنت کیوں کیں؟ حفاظت حدیث کے سلسلے میں کڑی شرائط فنی باریکیاں اور احتیاطی تدابیر کیوں اختیار کیں؟ محض حصول ثواب کی خاطر؟ نہیں! اس کیلئے تو اور راہیں بھی بہت ہیں خوانخواہ خود کو تکلیف میں ڈالنے کی قطعا ضرورت نہ تھی دراصل وہ لوگ سمجھتے تھے کہ اگر علم حدیث ہی مسلمانوں سے اٹھ گیا تو یہ امت جہالت وظلمت کی وادی میں بھٹک کر رہ جائیگی اور پھر کوئی مسیحا نہ مل سکے گا۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان کی قربانیوں کی لاج رکھی اور امت مسلمہ میں علم حدیث کی عمومی فضا بنی اور اس امت کا سفینہ بڑے بڑے طوفانوں کا مقابلہ کرتا چلا آرہا ہے وضع حدیث اور فتنہ انکار حدیث کی تاریخ اور اس کی کوکھ سے جنم لینے والے ابلیسی طوفانوں پر اگر ایک نظر ڈالی جائے تو ہمیں محدثین کی کاوشوں قربانیوں اور تکالیف کی قیمت کا اندازہ ہوسکتا ہے تاریخ اسلامی میں جتنے بھی فتنے اٹھے ان سب میں رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات سے بغاوت کا عنصر مشترک ہے یہی وجہ ہے کہ آج سے کچھ عرصہ قبل مستشرقین نے امت مسلمہ کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا اور علم حدیث کے راستے ایک سیلابی ریلا چھوڑا آج کے ان تمام فتنوں سے نمٹنے کیلئے ایک چیز بے حد ضروری ہے کہ ہمیں بھی ان محدثین کے راستے پر چل کر تمام طبقات اسلامیہ میں اشتغال بالحدیث کی ایک عمومی فضا پیدا کرنا ہوگی۔

عصر حاضر میں شیطان کے حواریوں کا کردار

آج کے اس دور میں شیطان اور اس کے حواریوں نے فحاشی وعریانی اور عیاشی وبدمعاشی کی راہ دکھلا کر امت مسلمہ کو دین سے دور کر دیا اور دوسری طرف مسلمانوں کے ہر مرض کا شافی علاج رکھنے والی دوا علم حدیث پر شکوک وشبہات کی بھر مار کر دی، یوں ہماری مثال اس مریض کی سی ہے جو اپنے مرض میں تڑپ رہا ہو اس کے پاس علاج کی دوا تو موجود ہو مگر اسکا ہاتھ اس تک پہنچنے سے قبل ہی کوئی اسے تریاق کے متعلق بے

یقینی اور وساوس میں مبتلا کردے اب یہ مریض یا تو تڑپتا ہی رہے گا یا پھر وساوس کی پرواہ کئے بغیر دوا سے اپنا علاج کرلے۔

انکار حدیث کے نئے محرکات وعوامل

مغربی نومسلم فاضل محمد اسد (LEOPLD WEISS) نے سنت سے دامن چھڑانے اور حدیث کا انکار کرنے کا حقیقی سبب (جس کے داعی اس دور میں پھر اس کا بیڑا اٹھا رہے ہیں) نئی نسل کی نفسیات اور مغربی تہذیب کے غلبہ اور طاقت سے مکمل واقفیت کی روشنی میں بیان کیا ہے کہ مغربی تہذیب کی قدروں اور پیمانوں اور اسکے طرز زندگی اور فیشن اور سنت نبوی ﷺ میں کبھی گٹھ جوڑ نہیں ہوسکتا اور اس زندگی کو جو رسول اللہ ﷺ سے گہری محبت اور آپ کی ذات پر مکمل اعتماد اور سنت کے مراجع اور مآخذ پر پورے یقین اور اطمینان پر مبنی ہو مغربی تہذیب کی تعظیم وتقدیس اور اسکو علم انسانی کی آخری دریافت سمجھنے کے تصور کے ساتھ جمع نہیں کیا جاسکتا غالبا بعض اسلامی ممالک کے حکام اور سیاسی لیڈران کے سنت پر حملہ اور انکار حدیث کا یہی سبب ہے محمد اسد لکھتے ہیں

’’آج جبکہ اسلامی ممالک میں مغربی تہذیب کا اثر ونفوذ بہت بڑھ چکا ہے ہم ان لوگوں کے تعجب انگیز رویہ میں جن کو ’’روشن خیال مسلمان‘‘ کہا جاتا ہے ایک اور سبب پاتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ ایک ہی وقت میں رسول اللہ ﷺ کی سنتوں پر عمل کرنا اور زندگی میں مغربی تہذیب کو اختیار کرنا ناممکن ہے پھر موجودہ مسلمان نسل اور اسکے لئے تیار ہے کہ ہر مغربی چیز کو عزت کی نگاہ سے دیکھے اور باہر آنے والے ہر تمدن کی اسلئے پر ستش کرلے کہ وہ باہر سے آیا ہے اور طاقتور اور چمکدار ہے، مادی اعتبار سے یہ افرنگ پرستی ہی اس واقعہ کا سب سے بڑا سبب ہے کہ آج احادیث رسول ﷺ اور سنت کا پورا نظام رواج نہیں پا رہا ہے سنت نبوی ﷺ ان تمام سیاسی افکار کی کھلی اور سخت تردید کرتی ہے جن پر مغربی تمدن کی عمارت کھڑی ہے اس لئے وہ لوگ جن کی نگاہوں کو مغربی تہذیب وتمدن خیرہ کرچکا ہے وہ اس شکل سے اپنے کو اس طرح نکالتے ہیں کہ حدیث وسنت کا بالکلیہ یہ کہہ کر انکار کردیں کہ سنت نبوی ﷺ کا اتباع مسلمانوں پر ضروری نہیں کیونکہ اس کی بنیاد ان احادیث پر ہے جو قابل اعتبار نہیں ہیں اور مختصر عدالتی فیصلہ کے بعد قرآن کریم کی تعلیمات کی تحریف کرنا اور مغربی تہذیب وتمدن کی روح سے انہیں ہم آہنگ کرنا بہت آسان ہوجاتا ہے۔

جو لوگ یہ کوشش کررہے ہیں کہ امت اسلامیہ کو اس حیات بخش اور ہدایت وقوت عطا کرنے والے صاف وشفاف سرچشمہ سے حدیث کے حجت ہونے اور اس کی قدر ومنزلت میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کے ذریعہ محروم کردیں اور اس پر سے امت کا اعتماد اٹھ جائے وہ اس عظیم نقصان سے شاید ناواقف

ہیں جو اس امت کو پہونچارہے ہیں وہ شاید نہیں جانتے کہ اپنی نامحمود کوشش سے وہ اس امت کو اپنی میراث سے محروم اپنے آغاز سے بے تعلق اپنی اصل سے سرگشتہ وحیران بنارہے ہیں اور وہ معاملہ کررہے ہیں جو یہودیت ومسیحیت کے دشمنوں نے یا انقلاب زمانہ نے ان مذاہب کے ساتھ کیا اگر وہ باہوش وحواس یہ کام انجام دے رہے ہیں تو اس امت اور اس دین کا ان سے بڑھ کر کوئی دشمن نہیں ، کیونکہ اس کے بعد نئے سرے سے پھر اس دینی ذوق کو وجود بخشنے کا کائی ذریعہ نہیں رہ جاتا وہ ذوق جو صحابہ کرامؓ کا امتیاز تھا اور جو رسول اللہ ﷺ کی براہ راست صحبت یا اس حدیث پاک کے واسطے کے بغیر (جو اس عہد کی سچی تصویر اس عہد کی کیفیات سے مملوء اور اسکی عطر بیزیوں سے معطر ہے) پیدا نہیں کیا جاسکتا (۱۸)۔

ابلیسی کردار کے مقابلے میں اشتغال بالحدیث کی اشد ضرورت

الحمدللہ آج امت مسلمہ میں ہر فتنے کا مقابلہ کرنے والے ہر سطح پر افراد موجود ہیں باقاعدہ ادارے اور تنظیمات مسقلا کام کررہے ہیں لیکن اگر ہم حقیقت حال کا ذرا باریک بینی سے جائزہ لیں تو ہمیں صاف دکھائی دے گا ، کہ ہمارے ان اداروں اور تنظیمات وغیرہ سے ملنے والے نتائج ان نتائج سے بہت کم ہیں جو کل تک ایک ایک فرد اور شخص کی محنت سے نکلتے تھے آخر کیوں ......؟

ہم ذرا جائزہ لیں کیا ہمارے دین کے ان دفاعی اشاعتی اور حفاظتی اداروں اور منصوبوں میں اشتغال بالحدیث کی عمومی فضا بھی قائم ہے یا نہیں ؟ کیا ہمارے اندر ان محدثین کے طرز پر کام کرنے والے اور علم حدیث کے دین کو ہر شعبے میں ہادی بنا کر پیش کرنے والے لوگ بھی موجود ہیں یا نہیں ......؟

اے کاش ......! اگر امت مسلمہ کا ایک مختصر سا طبقہ ہی صرف اسی کام کیلئے اپنی زندگیاں پیش کردے جو علم حدیث کی روشنی لے کر ہمارے تمام تر اداروں اور تنظیمات کو پرکھیں اور اشتغال بالحدیث کا وہی گزرا ہوا زمانہ ہمارے سامنے آجائے مگر افسوس ہے کہ عوام تو علم حدیث سے ویسے دور ہوچکی ہے اور ادھر ہمارے اندر ترغیب وترھیب وعظ ونصیحت اور فضائل ودلائل کو علم حدیث کی روشنی میں عام کرنے والے اور احادیث رسول کو اصول حدیث اور جرح وتعدیل کی کسوٹی پر پرکھ کر امت تک پہنچانے والے بھی بہت کم ہوتے چلے جارہے ہیں

عصر حاضر میں اشتغال بالحدیث کیسے......؟

اشتغال بالحدیث کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے اندر حدیث رسول کا عام ماحول پیدا ہوجائے ،ہمارے خطباء سے لیکر سامعین تک مصنفین سے لیکر قارئین تک علماء سے لیکر عوام تک اور حکمرانوں سے لیکر رعایا تک معاشرے کے تمام افراد بحیثیت مسلمان حدیث رسول ﷺ سے اپنی اپنی حیثیت کے مطابق تعلق پیدا

کریں یہی تعلق سنت کی راہ دکھلائے گا اور ہمیں تمام تر دینی فتنوں سے محفوظ رکھنے کے ساتھ ساتھ ہماری دنیاوی ترقی کا بھی یہی سبب ہے جس طرح تبلیغی جماعت میں فضائل اعمال کی تعلیم ضروری ہوتی ہے بالکل اسی طرح ہمارے تمام طبقات میں ان کے منصوبوں اور شعبوں کے مطابق مستند اور منتخب احادیث کی تعلیم وترویج اور افہام وتفہیم کا ماحول پیدا کرنا بہت ضروری ہے۔

اسی طرح اس بات کا بھی خاص خیال رکھا جائے کہ لوگوں کے سامنے من گھڑت واقعات بے سند قصے اور انتہائی ضعیف اور واہی احادیث کو بیان نہ کیا جائے اس سے لوگوں کے عقائد اور اعمال کا ستیاناس ہوجاتا ہے اور لوگ اسلامی تعلیمات سے متعلق افراط وتفریط کا شکار ہوجاتے ہیں نیز یہ چیزیں صحیح العقیدہ صاف وشفاف اور معتدل مزاج اسلامی معاشرے کی تشکیل میں بہت بڑی رکاوٹ بنتی ہیں یہی وجہ ہے کہ شریعت مطہرہ میں ہرسنی سنائی بات کو بغیر تحقیق کے آگے نقل کرنے سے منع کیا گیا ہے اور ایسے شخص کو جھوٹا کہا گیا ہے اور رہی بات آپ ﷺ کی طرف ایسی بات کو منسوب کرنا جو آپ ﷺ سے ثابت نہیں ہے،(خواہ وہ بات بظاہر اچھی اور بھلی ہی کیوں نہ ہو) نہ صرف حرام بلکہ اشد الحرام ہے اسی لئے تو آپ ﷺ نے کبھی "کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع "(۱۹)

''آدمی کے جھوٹا ہونے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ہرسنی سنائی بات کو بیان کرلے'' کا ارشاد فرما کر اور کبھی من حدث عنی حدیثا وھویریٰ انہ کذب فھو احد الکاذبین (۲۰)

''جس نے مجھ سے ایسی بات بیان کی کہ اسکا خیال یہ ہے کہ وہ جھوٹی ہے تو وہ دو جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے'' اور کبھی من کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعدہ من النار (۲۱) ''جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا اسے چاہئے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے'' کی وعید سنا کر اخبار اور احادیث میں تساہل برتنے پر سخت ڈرایا ہے۔

تخصص فی علوم الحدیث امید کی ایک کرن

آج زمانہ آواز دے رہا ہے ان لوگوں کو جو آگے بڑھیں اور راہ ابو ہریرہؓ پر چل کر دیوانہ وار اللہ کی رضا کی خاطر اس عظیم کام کیلئے اٹھ کھڑے ہوں اور مسلسل محنت لگن شوق اخلاص اور جذبہ قربانی کے اعوان وانصار کے ذریعے عصر حاضر کے جدید اور مفید وسائل کمپیوٹر وغیرہ سے اساتذہ اور ماہرین کی زیرنگرانی صحیح استفادہ کرتے ہوئے دین کے تمام شعبوں میں روح پھونک دیں۔

الحمدللہ ثم الحمدللہ امید کی ایک کرن برصغیر میں دکھائی دے رہی ہے، تخصص فی علوم الحدیث کا ایک بہترین سلسلہ شروع ہوچکا کاش کہ اس سلسلے سے منسلک خوش قسمت افراد اپنی ذمہ داری کا احساس بھی بیدار

رکھتے ہوں اور بالکل وہی ذمہ داری کو نبھانے کا جذبہ لے کر اٹھیں جو ذمہ دار حضرات سلف نے نبھائی ہے۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ تخصص فی علوم الحدیث کے شعبے سے وابستہ ہونے کے بعد جب باحث پر علم حدیث کی متعدد راہیں اور اسکے متنوع علوم وفنون کھلتے ہیں اور ان میں سلف نے جو سینکڑوں کتابیں تصنیف کی ہیں ان سے وہ متعارف اور ان کے مناہج پر مطلع ہوتا ہے تو اس وقت اس کے دل میں (درس نظامی کی تعلیم سے فارغ التحصیل ہونے کے باوجود) علوم حدیث سے ناواقفیت اور ان سے اپنے تہی دامن ہونے کا احساس وشعور بیدار ہوتا ہے اور اس پر نصف نہار کی طرح یہ حقیقت آشکارہ ہوجاتی ہے کہ علم حدیث تو ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے جو اپنے اندر لاتعداد قیمتی موتیوں اور جواہر کو سموئے ہوئے ہیں اور ایک ایسا بحر بے کنار ہے جس سے بیسویں نہریں نکلتی ہیں جو بے شمار اسلامی علوم وفنون کو رونق وشادابی بخشتی ہیں اور شریعت مطہرہ کی حسین وادی کو سیراب کرتی ہیں اے کاش ......! یہ احساس وشعور ہمارے تمام دینی علمی اور تحقیقی اداروں سے منسلک افراد میں پیدا ہوجائے اور علوم حدیث کی افادیت اور سلف کی اس عظیم خزانے سے محرومی کا ہم سب کو ادراک ہوجائے ،وما ذلك على 'الله بعزيز

حفاظت حدیث کے سلسلے میں محدثین کی محنتوں فنی باریکیوں علمی موشگافیوں اور عالی خدمات کا علامہ حالی مرحوم نے ''مسدس حالی'' میں کیا خوب نقشہ کھینچا ہے:

گروہ ایک جو یا تھا علم نبی کا — لگایا پتا جس نے ہر مفتری کا
نہ چھوڑا کوئی رخنہ کذب خفی کا — کیا قافیہ تنگ ہر مدعی کا
کئے جرح وتعدیل کے وضع قانون — نہ چلنے دیا کوئی باطل کا افسوں
اسی دھن میں آساں کیا ہر سفر کو — اسی شوق میں طے کیا بحر وبر کو
سنا خازن علم دیں جس بشر کو — لیا اس سے جاکر خبر اور اثر کو
پھر آپ اسکو پرکھا کسوٹی پہ رکھ کر — دیا اور کو خود مزہ اس کا چکھ کر
کیا فاش راوی میں جو عیب پایا — مناقب کو چھانا مثالب کو تابا
مشائخ میں جو قبح نکلا جتایا — ائمہ میں جو داغ دیکھا بتایا
طلسم ورع ہر مقدس کا توڑا — نہ ملا کو چھوڑا ،نہ صوفی کو چھوڑا
رجال اور اسانید کے جو ہیں دفتر — گواہ ان کی آزادگی کے ہیں یکسر
نہ تھا ان کا احساس یہ اک اہل دین پر — وہ تھے اسمیں ہر قوم وملت کے رہبر
لبرئی میں جو آج فائق ہیں سب سے — بتائیں لبرل بنے ہیں وہ کب سے؟

حوالہ جات

(۱) *حدیث کا بنیادی کردار*، ص ۳۹۔۴۱ طبع نشریات اسلام

(۲) مقدمه عمدة القاری ص ۱۱ ،طبع ادارة الطباعة المنيريه

(۳) دکتور مصطفی سباعی ،السنة ومكانتهافی التشریع الاسلامی ،ص ۵۷ طبع دارالاسلام

(۴) سید مناظر احسن گیلانی تدوین حدیث ص ۹ طبع المیزان

(۵) معرفة انواع علم الحديث ص ۹۴ طبع دارالکتب العلمية

(۶) تعارف تدوین حدیث ص:د

(۷) الاحزاب ۔۲۱

(۸) صحیح البخاری باب ماذکر عن بنی اسرائیل رقم الحدیث ۳۴۵۶ طبع دارالاسلام

(۹) *حدیث کا بنیادی* کردار ص ۳۱،۳۲

(۱۰) تاریخ دعوت وعزیمت ۲۴۴/۴ طبع مجلس نشریات اسلام

(۱۱) مسند البزار ،مسند جبير بن مطعم،رقم الحدیث ۳۴۱۶ طبع مكتبه العلوم والحكم

(۱۲) عجالة المبتدی وفضالة المنتهی فی النسب ص ۳

(۱۳) امام ابن ماجه اور علم حدیث ص ۱۵۲ طبع میر محمد

(۱۴) صحيح البخاری ،باب اثم من كذب على النبی رقم الحدیث ۱۰۷

(۱۵) سنن الدارمی باب اتقاء الحديث عن النبی التثبت فیه ،رقم الحدیث ۲۴۱ طبع دار ابن حزم

(۱۶) تذكرة الحفاظ ،۱۶/۱ طبع دارالکتب العلمية

(۱۷) سنن الدارمی باب مذاكرة العلم رقم الحديث ۱۱۰

(۱۸) *حدیث کا بنیادی کردار ص ۴۱،۴۳*

(۱۹) مقدمة صحيح مسلم ،باب النهی عن الحديث بكل ما سمع رقم الحديث ۷

(۲۰) جامع الترمذی باب ماجاء فی من روی حديثا وهو یروی انه كذب رقم الحديث ۲۶۶۲

(۲۱) صحيح البخاری باب اثم من كذب على النبی رقم الحدیث ۱۱۰